بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

تصریحات

رب قدوس کا لاکھ لاکھ شکر کہ اس نے اس مرتبہ پھر اپنے گھر کی زیارت کی سعادت بخشی اور سرور کائنات کی مسجد اور شہر میں حاضری کی توفیق عطا فرمائی۔ اس سفر مبارک میں جس چیز نے بطور پاکستانی کے بے حد متاثر کیا وہ دنیا بھر کے مسلمانوں کی پاکستان سے محبت اور وابستگی ہے۔

حرمین میں حج کے دنوں میں پاکستان کے بارہ میں بے حد تشویشناک خبریں اور افواہیں گشت کر رہی تھیں۔ ان کو ہولناک بنانے اور ان کی دہشتناکی میں اضافہ کرنے میں ہندوستانی سفارت خانہ کا بھی بڑا ہاتھ تھا جو پاکستان کے مقابلہ میں ویسے بھی زیادہ سرگرم عمل ہے اور خصوصاً بلادِ عرب اور عالم اسلامی میں تو اس کی سرگرمیاں ہمیشہ ہی پاکستان دشمنی میں اوج شباب پر ہوتی ہیں۔

اور شائد برسبیل تذکرہ یہ بات نامناسب نہ ہو کہ پاکستان اپنے سفارت خانوں پر اس قدر توجہ نہیں دیتا جس قدر آج کے دور میں دینی چاہیے اور خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ ایک دشمن ملک اس کے خلاف پوری طرح مصروف کار بھی ہو

ایک پاکستانی کی حیثیت سے یہ بیان کر دکھ ہوا اور ہوتا ہے کہ پوری عرب دنیا میں پاکستان کا ایک سفیر بھی ایسا نہیں جو عربی زبان جانتا اور اس میں شد بد رکھتا ہو جب کہ عالم عربی میں ہندوستان کے اکثر و بیشتر سفراء عربی زبان میں پوری دسترس رکھتے ہیں اور یہی حال سعودی عرب کا ہے کہ وہاں ہندوستانی سفیر نہ صرف مسلمان ہے بلکہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے عربی میں ایم اے بھی ہے۔ اور براہ راست عربی میں گفتگو کر سکتا اور لکھ سکتا ہے اور یہی عالم تقریباً پورے ہندوستانی سفارتی عملہ کا ہے لیکن اس کے برعکس ہمارے سفارت خانہ میں ایک آدھ مترجم کو چھوڑ کر کوئی شخص عربی کے چند جملے بول اور سمجھ نہیں سکتا اور اسی کا نتیجہ ہے کہ عرب عوام کی پاکستان سے تمام ہمدردیوں اور عقیدتوں کے باوصف انہیں بین الاقوامی امور میں پاکستانی رجحانات کا کوئی علم نہیں۔ اسی طرح پاکستانی

ہندوستانی تنازعات کے بارہ میں انہیں پاکستان کے موقف سے زیادہ ہندوستانی موقف سے واقفیت حاصل ہے۔ ——— نیز تمام بلاد عربیہ میں ہندوستان اور اس کے زعماء واکابر کے بارہ کتابوں اور رسالوں کے ڈھیر کے ڈھیر لگے ہیں جبکہ پاکستان کے بارہ میں چند صفحات کا کوئی کتابچہ بھی دستیاب نہیں۔

بہرحال امسال ایام حج میں پاکستان کے متعلق عموماً اور پاکستان کے مشرقی بازو کے متعلق خصوصاً بڑی اضطراب انگیز خبریں موصول ہو رہی تھیں۔ ایسے عالم میں ہم نے دیکھا کہ ان خبروں سے صرف پاکستان کے زائرین حرم ہی پریشان اور بے چین نہیں بلکہ دنیائے اسلام کا ہر زائر پاکستان کے لیے مضطرب اور فکرمند ہے اور یہ بات بلا مبالغہ کہی جا سکتی ہے کہ اس دفعہ جس قدر پاکستان کے لیے، اس کی سلامتی کے لیے، اس کے اتحاد کے لیے ــ اور اس کی سربلندی کے لیے دعائیں مانگی گئیں شاید ہی کسی اور ملک کے لیے مانگی گئی ہوں۔

ان ہی دنوں لوگوں میں اسرائیل عرب آویزش کے بارہ میں بھی بڑی تشویش تھی اس لیے کہ جنگ بندی کی مدت ختم ہونے والی تھی اور مصر کی جانب سے پوری فراخدلی کے باوصف اسرائیل کی جانب سے مفاہمت پر کوئی آمادگی نظر نہ آ رہی تھی اور خدشہ تھا اور ہے کہ کہیں دوبارہ جنگ نہ چھڑ جائے لیکن اس کے باوجود لوگوں کی نگاہیں صحرائے سینا اور گولان کی پہاڑیوں سے زیادہ ڈھاکہ اور کراچی کی طرف اٹھ رہی تھیں حتیٰ کہ جب اپنے پہلو میں ایک فلسطینی کو بھی پاکستان ہی کے لیے دعا مانگتے دیکھا تو میں نہ رہ سکا اور اس سے پوچھ ہی بیٹھا۔

"بھائی! فلسطین میں آگ کے شعلے بھڑک رہے ہیں اس کے لیے تو تم اتنے غمگین نظر نہیں آتے جس قدر پاکستان میں سلگتی ہوئی چنگاریوں کے لیے پریشان ہو؟"